بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۲۰ | شمارہ ۳۷

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No. P 67

بجرم کر رفت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

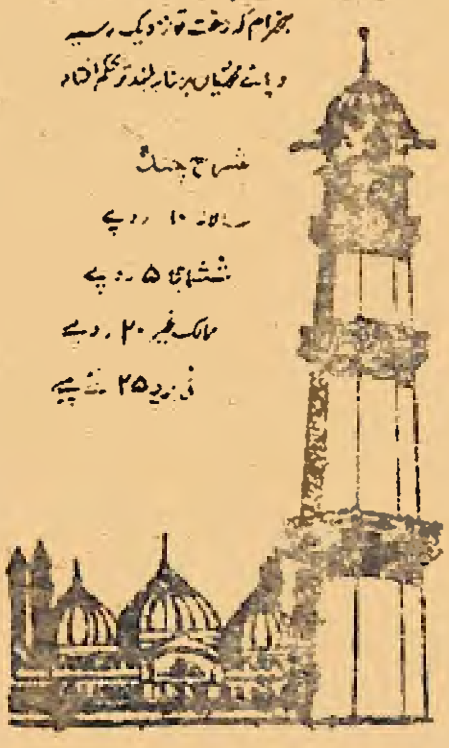

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۳ر تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۹ر تبوک کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور ابھی اسلام آباد میں تشریف فرما ہیں اور کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر اور مقاصدِ حسنہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

☆ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع محترمہ بیگم صاحبہ کشمیر کی جماعتوں کے دورہ سے تا حال واپس تشریف نہیں لائے آپ کے تمام بچے قادیان میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور مع الخیر قادیان واپس لائے اور آپ کا دورہ تمام جماعتوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو آمین۔

قادیان ۱۳ر تبوک۔ کل تین بجے سہ پہر حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب صحابی پاؤں پھسل جانے سے مسجد مبارک کے سامنے اچانک گر گئے دائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ناک سے خون بہنے لگا آج صبح امرتسر لے جایا گیا ہے۔ احباب ڈاکٹر صاحب کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرماویں۔

۲۴ر رجب ۱۳۹۱ ہجری | ۱۶ر تبوک ۱۳۵۰ ہش | ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۱ء

قسطِ دوم

سرینگر میں سہ روزہ کامیاب احمدیہ کانفرنس

تبلیغی و تربیتی اجلاسات میں علماء کی پُر اثر تقاریر اور کثیر التعداد حاضری

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

کانفرنس کا دوسرا دن

پہلا اجلاس۔ تربیتی جلسہ

سرینگر کانفرنس کے دوسرے روز مورخہ ۲۸ر اگست ½۱۲ بجے دوپہر مکرم بابو تاج دین صاحب صدر جماعت احمدیہ سرینگر کی صدارت میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل کی تلاوتِ قرآن کریم کے بعد مکرم ڈاکٹر اقبال صاحب نے نظم سُنائی۔ بعدہٗ تقاریر کا پروگرام شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل نے کشمیری زبان میں کی۔ موصوف نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرکے چند ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے تربیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نے "احمدیت کا مستقبل اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر کی۔ آنمکرم نے دورانِ تقریر مسلمانوں کی موجودہ مذہبی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو از سرِ نو زندہ کرنے اور تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اب اسلام کا ترقی جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی مقدر ہے لیکن ہماری ذمہ داریاں بھی بہت عظیم ہیں۔ موصوف نے چند ایک ذمہ داریوں کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلائی۔

آخر میں مکرم عبد المجید صاحب مفتی نے کشمیری زبان میں اپنی ایک نظم سُنائی۔ بعدہٗ یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس۔ جلسۂ عام

اسی روز دوسرا اجلاس بوقت ۶ بجے شام شروع ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ کی صدارت میں جلسۂ عام کا انعقاد عمل میں آیا۔ مکرم و محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے تلاوتِ قرآن کریم کی اور مکرم سعید احمد صاحب ڈار نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ تقاریر کا پروگرام شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ سلسلہ نے کشمیری زبان میں

"حضرت مسیحؑ مشرق میں"

کے عنوان پر کی۔ موصوف نے قرآن و انجیل سے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کے مطابق بتایا کہ حضرت مسیحؑ ہجرت کرکے کشمیر آئے، اور آپ کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔

درمیان میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل نے نظم پڑھی۔ دوسری تقریر مکرم و محترم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے

موجودہ زمانے کے متعلق قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیاں

کے عنوان پر کی۔ آنمحترم نے آیت "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" کی تلاوت کے بعد بتلایا عالم الغیب خدا کی طرف سے سب سے زیادہ غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھولا گیا۔ قرآن کریم غیب کی باتوں کا گویا خزانہ ہے۔ اور احادیث بھی غیب کی خبروں سے بھری پڑی ہیں۔ اور یہ سلسلہ حضورؐ کی زندگی سے لے کر قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ فاضل مقرر نے اپنی برجستہ تقریر میں موجودہ زمانے کے متعلق قرآن کریم و احادیث کی بہت سی پیشگوئیوں کا بالوضاحت ذکر کرتے ہوئے خصوصیت سے "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ..... الآیۃ" کی پیشگوئی جو نہر سویز کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اور یاجوج ماجوج رشین و امریکن بلاک کی مادی ترقی اور بالآخر ان کی ہلاکت کی پیشگوئی اور ارضِ مقدس مسلمانوں کو واپس ملنے کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی کہ "اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ" پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

اور بتایا کہ جس طرح حضورؐ کی ہزارہا پیشگوئیاں پوری ہو کر نشانِ صداقت بنیں اسی طرح ارضِ مقدسہ کے بارہ میں بھی پیشگوئی بالضرور پوری ہوگی، کوئی طاقت نہیں جو اس کو ٹال سکے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان بھی قرآن کریم کے بیان کے مطابق "عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ" بن جانے کی طرف متوجہ ہوں اور یہ صورت امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو کر انہیں کے بتائے ہوئے پروگرام کے مطابق خدمت و اشاعتِ دین میں لگ جانے سے پیدا ہو سکتی ہے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم و محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ کی

موجودہ زمانے کے مسائل کا حل اسلام میں

کے عنوان پر ہوئی۔ آنمحترم نے آیت "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" کی تلاوت کرکے بتلایا کہ موجودہ زمانے میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اتنی ترقی ہو چکی ہے کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی لیکن مادیت میں جس قدر ترقی ہو رہی ہے خطرات کے بادل اتنے ہی زیادہ منڈلا رہے ہیں۔ اور بدامنی اور بے چینی کا دَور دورہ ہے۔ سیاسی اعتبار سے ساری دُنیا سرمایہ دار اور کمیونسٹ دو بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے ہر بلاک اپنے نظریات پر ساری دُنیا کو چلانا چاہتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے امریکن بلاک نے مذہب کو ابھی کسی قدر وقعت دے رکھی ہے۔ لیکن رشین بلاک نے مذہب اور خدا کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے۔ پھر مسلمان جو دینِ فطرت کے مالک و محافظ تھے وہ بھی ایسی حسین تعلیم کے خلاف اپنی زندگیوں کو گذارنے لگے کہ لوگوں کو اسلام سے بھی نفرت ہو گئی۔ آخر میں موصوف نے موجودہ زمانے کے بیشتر مسائل کا ذکر کرکے

(باقی دیکھیں صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ر تبوک ۱۳۵۰ ہش

دُنیا کا مستقبل اسلام کے ہاتھ میں

(۲)

مشہور انگریز مصنّف برناڈ شا کی اسلام کے بارے میں شاندار رائے کا ذکر بدر کے ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جاچکا ہے۔ موصوف نے اپنے زمانہ میں اسلام کا بغور مطالعہ کرنے اور دوسرے نظریات وخیالات پر گہری نگاہ ڈالنے کے بعد اس امر پر قطعی رائے دی تھی کہ اسلام کی تعلیم ایسی جامع ہے اور زمانہ کی ضرورت کو جس عمدگی اور خوبی کے ساتھ پورا کرتی ہے اس کے پیش نظر برملا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کا مستقبل اسلام کے ہاتھ میں ہے۔ برناڈ شا کی اس رائے کا اسلام کے حق میں جو ایک عمومی پہلو تھا اس پر ہم تفصیلاً گفتگو کر چکے ہیں۔ ہم نے ذکر کیا تھا کہ موصوف کی رائے میں ایک خصوصی پہلو کی طرف بھی بڑے ہی بلیغ رنگ میں اشارہ کیا گیا ہے اور وہ اشارہ اس قابل ہے کہ تمام برادرانِ اسلام اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ہفت روزہ "الجمعیتہ" دہلی مجریہ ۲۳ر جولائی میں برناڈ شا کی رائے ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے:-

"برناڈ شا ایک دفعہ بمبئی سے گزرے۔ اس وقت ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ دنیا کا مستقبل کس کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔" دنیا کا مستقبل یا اسلام کے ہاتھ میں ہے یا کمیونزم کے ہاتھ میں"۔ مولانا محمد علی جوہر کو اس جواب کا علم ہُوا تو انہوں نے برناڈ شا کو ایک خط لکھا جس میں اُن سے کہا گیا کہ جب اسلام کے بارہ میں آپ کے ایسے خیالات ہیں تو آپ کیوں نہیں اسلام قبول کر لیتے؟ —— اس کے جواب میں برناڈ شا نے لکھا:

"جب مَیں نے کہا تھا کہ دُنیا کا مستقبل اسلام کے ہاتھ میں ہے تو اس سے میری مراد ابوبکرؓ اور عمرؓ کے اسلام سے تھی، محمد علی شوکت علی کے اسلام سے نہیں تھی۔"

دیکھا آپ نے! برناڈ شا کی حقیقت شناس نگاہوں نے کس طرح ابتدائی زمانہ کے اسلام اور مسلم عوام کی طرف سے موجودہ زمانہ کے پیش کردہ اسلام میں فرق دیکھ لیا۔ اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جس اسلام کے ہاتھ میں دنیا کا مستقبل آنے والا ہے وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا پیش کردہ اسلام ہے نہ کہ وہ اسلام جسے اس زمانہ میں محمد علی شوکت علی لئے پھرتے ہیں۔ اور دُنیا جانتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام زندہ اسلام تھا۔ جس نے اپنی زندگی کا ثبوت آپ دیا۔ "بَدَأَ الاسلامُ غریبًا" کی اس تشریح کے مطابق جو پہلی قسط میں ہم نے مولانا حسین احمد مدنی کے الفاظ میں نقل کی تھی وہی لوگ جو کچھ عرصہ اسلام سے انجانے اور اوپرے تھے بہت جلد اس سے ایسے مانوس اور گرویدہ ہوئے کہ دن رات اس کی اشاعت وتبلیغ ان کا محبوب مشغلہ بن گئی۔ اور اس راہ میں اپنی عزیز جانوں تک کو قربان کر دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔

آج کا مسلمان روحِ اسلام سے کوسوں دور، اسلام کے عملی نمونہ سے عاری ہے۔ برناڈ شا کی اس بات نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد دلا دی جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی دینِ اسلام سے بے رخی اور روحِ اسلام سے عاری ہو کر بنی اسرائیل کے قدم بقدم چلنے اور مختلف فرقوں میں بٹ جانے کی عبرت انگیز پیشگوئی فرمائی ہے۔ حضورؐ نے خود ہی اس پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل تو ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے مگر میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ سوائے ایک فرقہ کے —— صحابہ کرامؓ نے جب اس خوش قسمت ناجی فرقہ کی علامت دریافت کی تو بارگاہِ رسالت سے جواب ملا —— "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ" وہ لوگ اپنے عمل سے پہچانے جائیں گے۔ جو عمل میرا اور میرے صحابہ کا ہے وہی اُن کا ہوگا۔ دیکھئے یہی بات برناڈ شا نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا نام لے کر واضح کی اور اسلام کی دعوت دینے والے اُس زمانے کے بڑے مسلمان لیڈر کے اسلام کی حقیقت بڑے ہی مؤثر انداز میں اس پر ظاہر کر دی۔ یوں تو یہ بات ایک ملحد اور سوشلسٹ کی بیان کردہ ہے لیکن ہے پر از حقیقت۔ ہم سمجھتے ہیں کہ برناڈ شا کا جواب پاکر مولانا محمد علی صاحب بھی تو دم بخود رہ گئے ہوں گے۔ اور انہیں اپنی پوزیشن پر سو بار غور کرنا پڑا ہوگا —— !! کاش! آج کے مسلمان اپنی جگہ پر اس پر سنجیدگی اور معقولیت کے ساتھ غور کریں۔ اور دیکھیں کہ ان کے اپنے ادعائے اسلام کے مقابل پر وہ خود کس مقام پر کھڑے ہیں۔

کیا اُن کا قدم اس اسلام پر ہے جسے محمد علی شوکت علی نے پیش کیا یا وہ اسلام جسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام کہا جانا چاہیئے؟ اس موازنہ میں صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ" کا جامع معیار آپ کے سامنے ہے۔ جس میں زندہ اور فعّال اسلام کی طرف مختصر اشارہ ہے۔ زمانہ نبوی میں دنیا نے بچشمِ خود اس امر کا مشاہدہ کر لیا کہ زندہ اسلام کے علم بردار:

- —— ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔
- —— اُن کے سینے تازہ اور زندہ ایمان سے معمور ہیں۔
- —— اپنے سچے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔
- —— دنیا اُن کی نگاہ میں چنداں وقعت نہیں رکھتی۔ وہ ابنائے دُنیا بننے کی جگہ ابناء الآخرۃ بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔
- —— وہ ان صداقتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں جو اُن کا خدا اُن کی ایمانی حالت میں زندگی اور تابندگی پیدا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ظاہر ہونے والے نشانات وکرامات کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔

اس لئے آج کا مسلمان بھی اگر اپنا قدم اسی نقش پر رکھنا چاہتا ہے جو صحابہ کرام نے چھوڑا تو سب سے پہلے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کو تلاش کرنا ہوگا۔ ہاں وہی نائب جسے کروڑوں افرادِ امت میں سے مخصوص کر کے حضورؐ نے سلام کا پیام بھیجا۔ اس کا درجہ کوئی معمولی نہیں۔ ہزاروں بزار صلحاء ہوئے ہیں اس امتِ مرحومہ میں اور تجدیدِ دین کی خدمت بجالانے والے بھی ایک معقول تعداد رکھتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی عالمِ دین بھی دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ مسیح موعود ومہدی معہود کے سوا بھی کسی دوسرے امتی کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کا خصوصی سلام بھیجا ہو۔

اسی طرح اس مقدس وجود کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی "لیظھرہ علی الدین کلّہٖ" وارد ہوئی ہے۔ کہ اسی کے ذریعہ آخری زمانہ میں دیگر ادیان پر اسلام کو روحانی غلبہ حاصل ہوگا۔

زمانہ کی ضرورت اور صحیح تقاضا کے مطابق عین وقت پر مسیح موعود و مہدی معہود کا ظہور ہوا۔ احمدیہ جماعت کی بنیاد اسی مبارک وجود کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس کے ہاتھ کا لگایا ہُوا یہ پودا آج بفضل اللہ تعالیٰ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ احمدیہ جماعت کے کارنامے ساری زمین پر ظاہر و باہر ہیں۔ اس کے مقابل پر دوسرے فرقہ ہائے اسلامیہ کے کردار کا موازنہ کر لیجئے، آپ کو زمین و آسمان کا فرق نظر آجائے گا۔

مولانا محمد علی شوکت علی کی اسلامی خدمات میں ساری پونجی ترکی خلافت کا احیاء اور اس کا دوبارہ قیام ہے۔ مگر اس میں بھی انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ باوجودیکہ گاندھی جیسے اپنے وقت کے دانشمند سیاسی لیڈر کی انہیں پوری حمایت حاصل تھی۔ سب نے مل کر خلافت کے احیاء کے لئے اپنی تمام تر کوششیں کر دیکھیں مگر نتیجہ وہی ناکامی رہا۔ اور اب جبکہ تحریکِ خلافت کو جاری ہوئے نصف صدی گزر چکی، خود مسلمان قوم اس جد وجہد کو اس طرح بھول چکی ہے گویا یہ کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔ حتّٰی کہ اخبار الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن کے ایڈیٹر جیسے محققین اب برملا طور پر اپنے اسلاف کی ان کوششوں کو بے محل قرار دینے لگے ہیں۔ اور بات بھی صحیح ہے کیونکہ خلافت کا منصب کوئی معمولی منصب نہیں اور کہ اس منصب پر فائز کرنا انسان کا کام نہیں۔ قرآن کریم بآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ خلافت کے منصب پر ہم فائز کرتے ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ محمد علی شوکت علی وہ کام کر پاتے —— !! انہیں بھی اس بات کے لئے آسمان کی طرف دیکھنا ضروری تھا۔ مگر وہ اس حقیقت تک نہ پہنچ سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بطور پیشگوئی بتا چکے ہیں کہ آخری زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہی کے ذریعہ ہونا مقصود ہے۔ اس کا واضح ذکر سورت جمعہ کی آیت وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں کیا گیا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس پیشگوئی کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب بن کر قادیان کی مبارک بستی میں ظاہر ہوئے اور آپؑ کے ذریعہ دینِ اسلام کی خدمت واشاعت کا کام بڑی کامیابی کے ساتھ شروع ہُوا۔ آج ہر میدان میں اسلام کی صحیح نمائندگی کرنے کی سعادت حاصل ہے تو اسی برگزیدہ جماعت کو۔ اور دنیا کے قلوب جو اگر اسلام کی طرف رغبت اور محبت کے ساتھ مائل ہو رہے ہیں تو اسی صحیح اسلام کی طرف جسے احمدیت نے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ پس دنیا کا مستقبل جس اسلام کے ہاتھ میں ہے وہ احمدیت ہی کا پیش کردہ اسلام ہے۔ کہ وہ **زندہ اسلام** ہے۔ جس کی زندگی کے آثار اُن آسمانی تائیدات اور زمینی نشانات سے ظاہر ہیں جو آئے دن ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ پس مبارک ہے وہ شخص جو اس حقیقت کو پہچان لے —— !!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اہم دینی مصروفیات

استغفار اور اس کی حقیقت۔ بنی نوع انسان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

سفر افریقہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات کا تذکرہ

از مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔اے

اسلام آباد۔ ۳ر ظہور ۱۳۵۰ ہش سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی خاص فضل اور احسان ہے کہ پچھلے چند دنوں سے یہاں تقریباً روزانہ بارش ہو جاتی رہی اور اکثر دن بھر مطلع ابر آلود اور ٹھنڈی ٹھنڈی، فرحت بخش ہوا چلتی رہی ہے ایسی فضا اور خوشگوار موسم کا بھی حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت پر خاطر خواہ اور خوشکن اثر پڑا ہے احباب دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسم اسی طرح موافق رہے اور ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ الودود کو شفائے کامل، صحت کاملہ اور درازیٔ عمر عطا ہو۔ آمین۔

مورخہ ۷ر ظہور کو شام کے وقت حضور ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے مقامی احباب کے علاوہ بیرونی جماعتوں کے بھی بہت سے دوست تشریف لائے۔ جن میں مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر اور مکرم ملک عبدالسمیع خان صاحب ریٹائرڈ ایڈووکیٹ سرگودھا بھی شامل تھے۔ حضرت اقدس شام سوا سات بجے جب باہر لان میں تشریف لائے تو آپ نے ازراہِ شفقت تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور پھر قریباً ایک گھنٹے تک احباب میں رونق افروز رہ کر انہیں بیش قیمت ایمان افروز اور بشیر کلمات سے متمتع فرمایا۔ آج کی اس مجلس علم و عرفان میں حضور نے متفرق مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

.... مسلمان قوم بڑی عالی ظرف اور وسیع القلب واقع ہوئی ہے وہ اپنے دشمنوں کو معاف کرنا جانتی ہے لیکن معافی کی صورت تو تب ممکن ہے جب کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا اپنے فعل پر حقیقی معنوں میں شرمندہ ہو اور اپنی ندامت کا اظہار کرے اور توبہ و استغفار کو حرزِ جان بنالے اور اپنے قول و عمل سے رُو بااصلاح ہونا ثابت کرے اس کے بغیر تو کوئی معافی نہیں ہے ویسے اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق اور مالکِ کُل ہے وہ جسے چاہے معاف کر دے لیکن قرآن کریم میں اُس نے اصولاً معافی کو توبہ و استغفار یعنی عزم اصلاح کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے۔

حضور کا روئے سخن جاری تھا کہ راولپنڈی کے ایک دوست جو بد قسمتی سے جماعتی سرگرمیوں میں عملاً حصہ نہ لینے کی بنا پر کئی سال سے نظام جماعت سے کٹ کر رہ گئے تھے کھڑے ہو گئے اور حضور کی خدمت بابرکت میں اظہار ندامت کرتے ہوئے تجدید بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے اُن سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے ہم تو ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ دلوں کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ آپ تجدید بیعت کے فارم پُر کر کے بھجوا دیں اس نیت سے کہ اب آپ نظام جماعت سے وابستہ رہیں گے اور اس کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی پوری کوشش کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے استغفار اور اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد یاد دلایا جس میں حضور فرماتے ہیں۔ حقیقی اور بزرگ استغفار یہ نہیں ہے کہ گناہ سرزد ہو چکا ہے اور اب اس کے ذریعہ اس کی تلافی ہونی چاہیے۔ بلکہ اصل استغفار یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان اور کمزور ہی کا پتلا ہے اسے ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہیے تاکہ اس سے گناہ اور لغزش سرزد ہی نہ ہو۔ جتنا زیادہ کوئی متقی یعنی اللہ تعالیٰ کے غصے اور ناراضگی سے ڈرنے والا اور اس کے پیار میں فنا ہوتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ استغفار کرتا ہے۔ اسی لئے استغفار کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے آپ انسان کامل، محبوبِ خدا اور خاتم الانبیاء تھے اسلئے جتنی استغفار آپ نے کی ہے اتنی کسی نے نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی نوع انسان پر احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اشتراکیت بھی کہتے ہیں۔ یہ اپنی موجودہ شکل میں تو اس صدی کی مگر اپنی تھنکنگ (Thinking) کے اعتبار سے پچھلی صدی کی پیداوار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس فتنے کا بھی مکمل توڑ موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت چھوٹے چھوٹے معاشرتی مسائل تک بیان فرما دیئے یہاں تک کہ کھانے کے پُرحکمت آداب بھی سکھا دیئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤ۔ کچھ بھوک رہنے دو فرمایا۔ موجودہ زمانہ کے ڈاکٹروں نے ڈائٹنگ کی ادویہ بنا کر لوگوں کو اور بھی زیادہ مبتلا آلام بنا دیا۔ چنانچہ اب بعض سمجھدار ڈاکٹر خود یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہی اصل ڈائٹنگ ہے۔

۱۰ر ظہور (۱۰ر دسمبر) حضرت اقدس مع دیگر افراد خاندان گیارہ بجے دن تفریح طبع کے لئے خانپور ریسٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ روانگی سے قبل حضور نے بعض دوستوں کو جن میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مکرم عبدالرشید صاحب غنی پرنسپل ٹی۔ آئی کالج شامل تھے۔ ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ حضور نے ازراہِ شفقت ذرہ نوازی مکرم چوہدری عبدالحق صاحب ورک امیر جماعت اسلام آباد اور ان کے دو رفقاء کار مکرم محمد رفیق صاحب بھٹی اور مکرم شریف احمد صاحب کو بھی اس پکنک پارٹی میں شامل ہونے کا شرف بخشا۔ یہ خوش قسمت دوست بھی اپنے پیارے آقا کی معیت میں خانپور گئے اور دن بھر حضور کی بے تکلف اور روح پرور گفتگو سے متمتع ہوتے رہے۔ خانپور کا زیر تعمیر ڈیم بڑا خوش منظر ہے، علاوہ ازیں وہاں کے خوشگوار موسم، خوبصورت اور پُرفضا ماحول سے حضور بہت محظوظ ہوئے۔ آٹھ بجے رات حضور مع قافلہ واپس قیامگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔

۱۱ر ظہور۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شام کے وقت باہر تشریف لائے اور دیگر احباب کو ملاقات سے مشرف فرمایا۔ حضور قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک احباب میں تشریف فرما رہے۔ اس موقعہ پر حضور نے فرمایا آجکل یہودیوں نے ساری دنیا میں منظم سازشوں کا ایک جال پھیلا رکھا ہے ان کی خفیہ سرگرمیوں کی دستبرد سے کوئی ملک بھی محفوظ نہیں ہے۔ دنیا کے اکثر بڑے بڑے ملکوں کی اقتصادیات پر بھی ان کا مؤثر کنٹرول ہے۔ وہ جس وقت اور جب چاہتے ہیں افراط یا تخفیف زر کر کے ان کے ذریعہ اس ملک کی اقتصادیات کو مفلوج کر دیتے ہیں۔ ان کے اس شیطانی منصوبے کا توڑ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے سے بتا دیا ہوا ہے۔

حضور نے اپنے یورپ اور مغربی افریقہ کے دورہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے کئی نشان بیان کرتے ہوئے بتایا پریس کانفرنسوں میں بڑے بڑے سوالات پوچھے گئے عیسائی پادریوں نے بڑے سوالات کئے اور دانشوروں نے اُلٹے سیدھے سوالات کر کے بات کو اُلجھانے کی کوشش

کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر موقعہ پر ایسا برجستہ جواب سمجھا دیا کہ وہ حیران رہ گئے۔ سفر کے مختلف مرحلوں پر غیر معمولی طور پر تسلی بخش انتظام ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ خود منتظمین حیران رہ گئے۔ سیرالیون میں ایک تقریب پر وہاں کے سابق نائب وزیراعظم اور نہایت جوشیلے مقرر کے سپاسنامے کے جواب میں انگریزی میں گھنٹہ بھر کی فی البدیہہ تقریر کا یہ اثر تھا کہ غیر احمدی مسلم زعمائے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا کہ وہ خدا کے بڑے شکر گذار ہیں کہ اُس نے یہ تقریر سننے کے لئے اُنہیں زندہ رکھا۔

حضور نے فرمایا۔ یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے پیار کی مظہر ہیں۔ ہمارے دلی جذبات شکر سے لبریز اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور رہنے چاہئیں۔ کیونکہ ہم تو بالکل لاشئی محض ہیں ہماری کوششیں بڑی حقیر ہیں یا پھر ہم۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیار سے ہمیں نوازنا اسی بات کی دلیل اور ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ دنیا میں کچھ کرنا چاہتا ہے اور کرنا یہ چاہتا ہے کہ اسلام ساری دنیا پر غالب ہو۔ دنیا اپنے خالق و مالک خدا کو ماننے لگے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آکر امن و آشتی سے سرفراز ہو۔

۱۲ ار ظہور بشام کے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ باہر تشریف لے گئے واپسی پر حضور نے جملہ خدام کو جو آپ کے انتظار میں کھڑے تھے ازراہِ شفقت ملاقات کا شرف بخشا اور کھڑی دیر تک مکرم ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب سے بعض طبی امور اور قدرت کی طرف سے انسانی جسم کے ذرات کا کچھ سال کے بعد تبدیل ہوتے رہنے کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے۔ اثنائے گفتگو میں حضور نے سنایا کہ کمزوری کے متعلقات میں کچھ دن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ روباصلاح ہے۔ فرمایا۔ اب تو موسم بھی اچھا ہے۔ میری طبیعت بھی عموماً اچھی رہتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بدر کی اعانت

ہر مخلص احمدی کا جماعتی فرض ہے

اخلاقِ حسنہ ۔ ادب اور تواضع

مکرم غلام رسول صاحب اعوان پنشنر ۔ ڈیرہ غازیخان

قرآن کریم میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندے تو وہ ہیں جو عاجزی اور فروتنی سے رہتے ہیں ان میں تکبر نہیں ہوتا وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ اور یہی لوگ ہیں جو بزرگوں کا ادب کرتے اور چھوٹوں سے پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہی اصل دین ہے الطریق کلّہا ادبٌ وہی انسان کو حسن اخلاق سکھاتا ہے اور حسن اخلاق کا نچوڑ تو ادب اور تواضع ہے جو شخص ان خوبیوں سے عاری ہے وہ کوئی بھلائی حاصل نہیں کرسکتا۔ نہ دنیا میں اسے عزت ملے گی اور نہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ لے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ برائی کی جڑ تکبر اور سرکشی کی جڑ بے ادبی اور بداخلاقی ہے اور بالکل صحیح ہے کہ بے ادبی اور گستاخی تمام اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔ بے ادب بے نصیب۔ باادب بانصیب۔

ابتدا میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حجابانہ اور زور زور سے باتیں کیا کرتے تھے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا۔ اور حکم دیا کہ لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کیا کرو۔ ادب کو ملحوظ رکھو۔ ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ کہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کیا کرو۔ ورنہ گستاخی کے مرتکب ہو جاؤ گے اور تمہارے اعمال سلب ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو گرج کر بولنے والے تھے اپنی آواز کو اتنا دھیما کر دیا کہ ان کی بات مجلس نبوی میں سامنے والا بھی نہ سن سکتا تھا۔ ایک اور صحابی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے جو جہیر الصوت تھے مسجد میں آنا چھوڑ دیا کہ شاید میں معصیت کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ حضور نے ایک دن دریافت فرمایا کہ ثابت رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا۔ کیا بیمار ہیں۔ عرض کیا گیا۔ نہیں۔ حضور اصل بات یہ ہے کہ ان کی آواز ہی کرختگی ہے اور جب سے یہ آیت اتری ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر میری آواز زیادہ بلند ہوئی تو میں معصیت کا مرتکب ہو جاؤں گا حضور نے فرمایا نہیں نہیں۔ وہ تو جنتی ہیں

تو دیکھو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ادب کا کتنا خیال رکھتے تھے بعض کم عقل لوگ حضور کو مکان کے پیچھے سے آوازیں دیا کرتے تھے اور زور زور سے آواز دے کر بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ایسی حرکات سے روک دیا۔ اور فرمایا۔ مومنو! تم نبی کو تنگ نہ کیا کرو۔ جب تک کہ وہ خود باہر نہ آئے اس وقت تک انتظار میں بیٹھے رہا کرو اور اس قسم کی گستاخیاں چھوڑ دو۔ تو حقیقت بھی یہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا ذریعہ فیض حاصل کرنے کا ادب اور احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ سے بھی ادب اور احترام کا حکم دیا۔ فرمایا کہ ان سے حسن سلوک کرو ان کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ اُن سے گستاخی سے پیش نہ آؤ۔ یاں ادب نہ کرو گے تو تم اُن کی دعاؤں سے محروم ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ بھی تم سے ناراض ہو جائے گا۔

غرض ادب اور تواضع ایسی صفات ہیں جو انسان کو کامیاب بناتی ہیں۔ جو ان سے خالی ہے۔ وہ بھلائی سے خالی ہے کتابوں میں آیا ہے کہ بغداد میں دو طالب علم ایک بزرگ کی آواز سنکر دونوں ان کے ہاں حاضر ہوئے۔ ایک تو اس خیال سے گیا۔ کہ اس شخص کی علمیت معلوم کروں اور بحث ومباحثہ کروں اور دوسرا اس غرض سے کہ میرے حق میں یہ بزرگ دعا دیں کہ میں علم حاصل کروں۔ ادب کے لحاظ سے گیا اور ایک عجیب اور منفرد میں مبتلا ہو کر گیا۔ ثانی الذکر تو یہی تھا جسکو تھا جلتے ہی مناظرہ شروع کر دیا اور مناظرہ میں خاموش کرانے کی کوشش میں تھا۔ دوسرا ادب سے خاموش بیٹھا رہا بزرگ نے کہا کہ تم کیسے آئے ہو کہ حضرت میں تو صرف دعا کے لئے آیا ہوں اور استفادہ کے لئے۔ بزرگ نے آثار سے معلوم کرلیا کہ اس شخص کا تمام اولیاء پر اثر ہو گا۔ اسی سے ایک عالم فیض پائے گا۔ اور یہ صحیح ہے یہ طالب علم آگے چل کر شیخ عبد القادر جیلانی بنے۔ دوسرا حکومت کی طرف سے سفیر مقرر ہوا اور غیر ملک کو چلا گیا۔ اس کے نفس کا عجب اور غرور بڑھتا رہا۔ چنانچہ روم کے ایک عیسائی عورت پر عاشق ہوا اور اس کے کہنے پر اسلام کو چھوڑ دیا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے خنزیروں کے

ریوڑ چرانے لگا۔ غرض عشق نے ہر طرح ذلیل اور رسوا کر دیا۔ اور سینہ سے علم اور قرآن کو بھی اٹھوا دیا تو یہ ہے اس گستاخی کی سزا جو دنیا میں اسے ملی آخرت کی سزا ۔۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ اس کے لئے کیا ہوگی اسی لئے کہا گیا ہے کہ

بے ادب محروم ماند از فضل رب

پس علم و فضیلت اور عزت حاصل کرنے کی کنجی تو ادب اور تواضع ہے۔ جس کے پاس یہ نہیں وہ بے نصیب ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے مکرم بنایا ہے جو کام بھی کرے اس کی عزت میں فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا ہر شخص کو ایک دوسرے کی عزت اور احترام کا خیال رکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری عمر کبھی چھوٹے سے چھوٹے آدمی کو بھی تو اور تم سے نہیں بلکہ ہمیشہ آپ کے خطاب سے یاد فرمایا کرتے تھے پس جو شخص اپنے لئے تو عزت کا خواہاں ہو۔ مگر دوسرے کی عزت کا خیال نہ رکھے وہ سب سے ذلیل انسان ہے وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا۔ دنیا میں معزز وہی شخص ہے جو اپنے آپ کو حقیر سمجھے اور لوگ اس کی عزت کریں نہ یہ کہ وہ خود کو معزز اور دوسروں کو حقیر جانے پس جس شخص نے اپنے مقام کو دیکھنا ہو وہ دوسروں کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے اسے اپنی تصویر صحیح رنگ میں نظر آجائے گی۔ نہ کہ اُن کی پیٹھ پیچھے جو لوگ بُرا سمجھتے ہیں۔ وہی اس کی اصل تصویر ہے لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ انسان کو دولت علم یا منصب اور اقتدار اسی زعم میں ڈال دیتے ہیں کہ وہ دوسروں سے زیادہ معزز ہے کہ اسے ان پر شرف حاصل ہے۔ اسی وجہ سے وہ عُجب اور پندار میں گرفتار ہو کر انسانیت سے گر جاتا ہے نہ وہ پاس ادب کرتا ہے اور نہ کسی سے تواضع سے پیش آتا ہے اسی لئے وہ بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی نے روحانی بلندی کو حاصل کرکے دنیا میں کامیاب زندگی گذارنی ہو تو وہ بزرگوں کا ادب کرنا سیکھے۔ کیونکہ ان کی دعاؤں سے نیکیوں کے دروازے کھلتے ہیں اور دنیا میں ۔۔۔۔ ادب کی شکایت کا سر دو ۔۔۔ خلیفہ وقت، ماں، باپ، استاد کے علاوہ اور بزرگ یہ وہ ہستیاں ہیں۔ جن کے ادب اور احترام کے لئے خاص طور پر زور دیا گیا ہے اور یہ سچ ہے کہ جب انسان ادب اور تواضع سیکھتا اور بزرگوں کو اختیار

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیاں

از:- مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ مدراس

(۳)

(۶)

علاوہ ازیں ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک جلیل القدر پوتے کی بھی کئی دفعہ بشارت دی تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ حضور کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔ (تذکرہ ص۵۹۹ و ص۶۰۴)

اسی طرح ۱۹۰۳ء میں خدا تعالیٰ نے اسی پوتے کے متعلق یوں بشارت دی کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَۃً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ

یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا اور پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا۔ (تذکرہ ص۴۷۳)

خدا تعالیٰ کی یہ بشارتیں سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و اطال اللہ عمرہٗ کی ذات اقدس کے ذریعہ نہایت عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد آپ کو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی قیادت اور خلافت ثالثہ کے منصب پر متمکن فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ آپ کی قیادت میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی آرہی ہے۔ اور اس عظیم الشان بشارت کو دیکھتی آرہی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو صحت و تندرستی والی اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیشتر پیشگوئیاں میں سے ایک نہایت عظیم الشان پیشگوئی جو پوری ہو کر دوست و دشمن پر حجت تمام ہو رہی ہے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور زمین کے کناروں تک اس کی شہرت پانے کے متعلق ہے

قبل اس کے کہ میں اس پیشگوئی کے متعلق کچھ بیان کروں جماعت احمدیہ کی ابتدائی حالت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اپنے اور اپنی جماعت اور مرکز قادیان کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

پھر فرماتے ہیں ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت کی تعداد صرف انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اور بے سرو سامانی کا عالم تھا۔ اس غریب، نادار اور بے یار و مددگار اور بظاہر کمزور جماعت کے بالمقابل ہندوستان بھر کے غیر احمدی علماء نے ایک مشترکہ محاذ قائم کر رکھا تھا۔ ان علماء کی ساری شعلہ بیانیاں ان کی ساری لسانی طاقتیں اور ان کا سارا علم و ہنر جماعت کی مخالفت کیلئے وقف تھا۔ کہیں احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جا رہا تھا۔ کہیں مسجدوں کے دروازے ان پر بند کئے جا رہے تھے کہیں قبرستانوں سے بے دخل کئے جا رہے تھے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کے زندگی کے بنیادی حقوق۔ ان سے چھینے جا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مخالفین کے یہ نعرے تھے کہ وہ احمدیت کو نیست و نابود کرکے رکھ دینگے اور بے نام و نشان بنا دیں گے۔

ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا بشارت دیتا ہے:۔

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

یعنی دنیا کے ہر ملک سے لوگ تیری جماعت میں داخل ہونے کے لئے آئیں گے۔ انگریزی میں بھی آپ کو اس کے متعلق الہام ہوا۔

I shall give you a large party of ISLAM

میں تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔

بالکل نامساعد حالات میں کی گئی ان جلیل القدر پیشگوئیوں کی تکمیل کے بارے میں کچھ بیان کرنے سے قبل سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ایک الٰہی سلسلہ کی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ نے کیا کیا منازل مقرر فرمائے ہیں اور آیا جماعت احمدیہ کو ان منازل اور ان ادوار سے گذرنا پڑا تھا یا نہیں؟

خدا تعالیٰ نے الٰہی سلسلوں کو شجرۂ طیبہ سے تعبیر فرمایا ہے اور اس شجرۂ طیبہ کے نشو و نما کے لئے خدا تعالیٰ نے چار منازل یا چار ادوار مقرر فرمائے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے۔

کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ

یعنی سب سے پہلے وہ کونپل کی شکل میں دنیا میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر وہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ اور مضبوط ہو کر موٹا ہو جاتا ہے۔ پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہوتا ہے۔

چنانچہ اپنے سلسلہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کے متعلق پیشگوئی ہے۔

کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ

یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا۔ پھر موٹا ہوگا۔ پھر اپنی شاخوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی۔ جو اس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اس کے نشو و نما کے بارے میں آج سے ۲۵ برس پہلے کی گئی تھی۔ ایسے وقت میں کہ نہ اسوقت جماعت تھی۔ اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا۔ بلکہ کوئی ان میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر میں ایک مدت تک مخفوظ رہا۔ پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۹)

اسی پیشگوئی کا ہم ایک اور زاویہ نگاہ سے بھی تجزیہ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپؑ کا نام جری اللّٰہ فی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ رکھا ہے۔ ایک جگہ حضور فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کی روشنی میں ہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چار ادوار میں یعنی آدمی دور۔ موسوی دور۔ یعقوبی دور اور ابراہیمی دور میں منقسم کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نام آدم رکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے آپ کو الہاماً فرمایا ہے۔

اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ لِیُقِیْمَ الشَّرِیْعَۃَ وَیُحْیِیَ الدِّیْنَ۔

یعنی :۔ فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ یہ آدم شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا۔

تذکرہ ص[illegible]

یہ دور جماعت احمدیہ کا ابتدائی دور ہے جس کے متعلق میں نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دور آتا ہے جو موسوی دور کہلاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو موسیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔

یعنی:- تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانہ کی طرح ہوگا۔ اس کے دوسرے دن یہ الہام ہوا۔

انہ کریم تمشّی امامک وعادی من عادیٰ

یعنی:- وہ کریم ہے۔ وہ تیرے آگے آگے چلتا ہے۔ اور اس شخص کا دشمن بن جاتا ہے۔ جو تیرے ساتھ دشمنی کرتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ "کل جو الہام ہوا تھا یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ یہ اس الہام سے آگے معلوم ہوتا ہے۔ جہاں ایک الہام کا قافیہ جب دوسرے الہام سے ملتا ہے۔ خواہ وہ الہامات ایک دوسرے سے دس دن کے فاصلے پر ہوں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں کا تعلق آپس میں ضرور ہے۔ پہلے میں بھی موسیٰ اور عادیٰ کا قافیہ ہے۔ اور پھر توراۃ میں اس قسم کا مضمون ہے کہ خدا نے موسیٰ کو کہا کہ تو چل میں تیرے آگے چلتا ہوں۔"

(تذکرہ ص۶۱ و ص۶۲)

اس ضمن میں حضور اقدس کا ایک رؤیا بھی قابل ذکر ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں۔ اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے۔ اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں رتھوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے۔ میرے ساتھ بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں۔ اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا۔

کلّا ان معی ربی سیھدین

نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ ضرور میرے لئے رستہ نکالے گا۔ اتنے میں میں بیدار ہو گیا۔ اور میری زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔

(تذکرہ ص۴۶۹)

اس کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل سمیت ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلیفہ کو اپنی جماعت کو ساتھ لے کر ہجرت کرنی پڑے گی۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیل ندی عبور کرنی پڑی تھی۔ اسی طرح اس جماعت کو بھی ایک ندی عبور کرنی پڑے گی چنانچہ ۱۹۴۷ء میں بعینہٖ اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ یعنی جماعت کو یہاں سے ایک ندی یعنی بیاس کو عبور کرتے ہوئے ہجرت کرنی پڑی تھی۔

گویا جماعت احمدیہ کی ترقی کے ساتھ کے ساتھ اس دور کا بھی بڑا گہرا اور مضبوط تعلق ہے۔

اس کے بعد ایک اور دور یعقوبی دور ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یعقوب قرار دیتے ہوئے۔ الہاماً فرماتا ہے۔

انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون ٥

یعنی:- اگر ایسا نہ ہو کہ تم مجھے جھٹلانے لگو تو میں ضرور کہوں گا۔ کہ مجھے یقیناً یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

(تذکرہ ص۵۲۴)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:- ؎

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

(درثمین)

چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام جیسے فرزند عطا فرمایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۔۔۔۔۔۔ حضرت مصلح موعودؓ جیسا جلیل القدر اور عظیم المرتبت فرزند عطا فرمایا جس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی شہرت کناف عالم میں پھیل گئی۔ گویا کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا بہت ہی گہرا تعلق حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مقدر فرمایا۔ ایک اور دور۔ دور ابراہیمی کے متعلق حضور فرماتے ہیں:-

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابراہیم قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

انا اخرجنا لک زروعاً یا ابراھیم

(اربعین ۳ ص۲۷)

یعنی:- اے ابراہیم! ہم نے تیرے لئے بہت سارے زروع اور کھیتیاں اگائی ہیں۔

یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کی انتہائی ترقی اور عروج کی طرف اشارہ کر رہی ہے گویا کہ جماعت احمدیہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھنے والی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج سے تین سال قبل اپنے دورہ یورپ کے موقعہ پر لنڈن کے Wandsworth Town Hall میں اپنی تقریر میں تیسری عالمگیر جنگ کے متعلق۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

"پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی۔ اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اس کی صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ گو ابھی دھندلے ہیں لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا۔ اور دنیا کو منور کرے گا لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تیسری عالمگیر جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا وہ اوّل الحشر ہوگا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آئے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملکِ شام ہوگا (صاحبزادہ صاحب) اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے تم اس موعود کو پہچان لینا۔"

(تذکرہ ص۷۹۵)

جماعت احمدیہ کے مستقبل اور دنیا میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب کے متعلق ذکر کرتے ہوئے۔ حضرت امیر المومنین بیان فرماتے ہیں۔

"میری طبیعت پر اثر ہے اور میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے۔ کہ آئندہ ۲۳ سال یا ۲۵ سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگلے ۲۳ سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ یا دنیا ہلاک ہو جائے گی۔ یا اپنے رب کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میرا کام دنیا کو انذار کرنا ہے۔ اور وہ میں کرتا چلا آرہا ہوں آپ کا کام انذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے۔ تا یہ دنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے محفوظ ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ احسان ۱۳۴۹ ہش بمقام ربوہ از بدر ۱۹ ۔۔)

"پس اے میرے پیارے بھائیو!! اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا ۔ ۔ ۔ ۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے۔ مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے

باقی ص ۸ پر دیکھیں

مسیحیوں کی یہود سے مماثلت اور مسیح سے عداوت

ابطال الوہیت مسیح و تثلیث

(از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی۔)

اوّل ـــ مماثلت و عداوت

(۱) یہود نے کہا کہ مسیح خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویدار ہونے کی وجہ سے مجرم ہے لہذا صلیب کا مستحق ہے۔ مسیحیوں نے بھی یہی کہا کہ مسیح خدائی کا دعویدار تھا۔ اور خدا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ (یوحنا)

(۲) یہود نے کہا کہ وہ صلیب پر مارا گیا اور بموجب توراۃ لعنتی ٹھہرا۔ مسیحیوں نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا کہ وہ صلیب پر مارا گیا۔ اور ان کی خاطر لعنتی ہوا۔ (گلیتوں ۳: ۱۳)

(۳) یہود نے کہا کہ ایلیا آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ اور وہ دوبارہ آئے گا (۲ سلاطین ۲: ۱۲) و (ملاکی ۴: ۱۵)
مسیحیوں نے بھی ان کی اقتداء میں کہہ دیا کہ مسیح بھی آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ اور وہی دوبارہ نازل ہوگا۔

(۴) یہود نے صحف انبیاء میں ردّ و بدل و تحریف کی۔ مسیحیوں نے بھی ایسا کیا مثلاً متی کی انجیل سے مری کا ذکر اڑا دیا۔ جو کہ مسیح موعود کی آمد کی علامت قرار دی گئی تھی۔ اور جس کا اشارہ طاعون کے ذریعہ سے کثرت اموات کی طرف تھا۔ اور مسیح کے ارشادات کے خلاف مسیح کی آمد ساری دنیا کی طرف ظاہر کرنے کے لئے عبارات میں کتر بیونت کی حالانکہ اس نے دیگر اقوام کو کتے قرار دیا تھا۔

دوم۔ ابطال الوہیت و تثلیث

جب یہود نے مسیح کو صلیب دینے کی وجہ یہ بتائی کہ وہ اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ تو مسیح نے یہ جواب دیا کہ تمہاری کتاب میں خدا کے مکلمین و ملہمین کو خدا اور خدا کے فرزند (بیٹے) لکھا ہے۔ اگر میں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہدیا تو کونسا غضب ہو گیا

دیکھئے ـــ (یوحنا ۱۰: ۳۲ تا ۳۶)

اس جواب میں حضرت مسیح نے زبور ۸۲: ۶ کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ ان کے اس جواب میں حسب ذیل امور واضح ہیں۔

(۱) اصلی خدائے رب العالمین کے علاوہ بھی بائبل کے نزدیک خدا اور اس کے فرزند ہیں اور وہ اس کے نبی و مکلمین ہیں۔

(۲) مسیح کا دعویٰ انکی طرح نبی و مکلم ہونے ہی کا ہے اور یہ کہ مسیح اکیلا ہی خدا کا بیٹا نہیں

(۳) مسیح ایسا ہی بیٹا ہے۔ جیسے اور بہت سے جنہوں نے انہیں شمار کر کے اور ان کی قطار میں داخل کر کے اپنے آپ کو ان جیسا ہی بیٹا قرار دیا اور ان سے الگ و ممتاز قرار نہ دیا۔

(۴) اس نے خود کو حقیقی بیٹا یا اصلی بیٹا اور دوسروں کو غیر حقیقی قرار نہیں دیا نہ اس نے انکو لے پالک اور متبنیٰ بنایا جیسا کہ پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کا کہنا ہے

(۵) حضرت مسیح نے اپنے آپ کو اللہ اور دوسروں کو الٰہ قرار نہیں دیا۔ اور نہ کوئی فرق قائم کیا جیسا کہ مدبر ھما سمجھتے ہیں کہ پیغمبر کو الٰہ کہا گیا ہے۔ حالانکہ مسیح نے یہی اپنے آپ کو الٰہ ہی قرار دیا ہے۔ نہ کہ اللہ۔

(۶) حضرت مسیح نے اپنے آپ کو خدا کا اکلوتا بیٹا نہیں بتایا جب کہ یوحنا کا خیال ہے حالانکہ اس سے بڑھکر بتانے کا اور کونسا موقعہ ہو سکتا ہے۔

(۷) مسیح نے یہ نہیں جواب دیا کہ میں تو خدا کے تین اقانیم میں سے ایک اقنوم ہوں

(۸) نہ یہ کہا کہ میں خدا کا جسمانی ظہور ہوں اور جہان کی علت محدثہ ہوں اگر اقانیم ہیں۔ تو حسب زبور ۸۲: ۶ ۔۔۔ بہت سے اقانیم ہیں۔ جن میں سے ایک مسیح ہے۔ پھر تثلیث کدھر گئی اور الوہیت کہاں ٹھہری؟

(۹) اگر مسیح یہ کہتے کہ میں سچ مچ حقیقی خدا ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں ہی خدا اور میں ہی روح القدس اور میں ہی بیٹا ہوں تو وہ یقیناً زیادہ مجرم قرار پاتے۔ جبکہ وہ دیگر خداؤں اور فرزندوں میں شمار ہونے سے بھی مجرم قرار دیئے گئے۔

(۱۰) اگر وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہوتے تو یہود کے مطالبہ پر صلیب سے اتر کر دکھاتے اور اپنی خدائی کا ثبوت پیش کرتے اور اسکے جواب میں چپ نہ ہو رہتے۔ پھر اترنے کے بعد اپنی مرضی سے چڑھ جاتے۔ مگر وہ تو اس سے جان چھڑانے کے لئے بلک بلک کر دعائیں کرتے رہے۔ انکو چاہئے تھا کہ اسوقت اعلان کرتے کہ میرا صلیب پر مرنا کفارہ اور تمہاری نجات کیلئے ضروری ہے۔ اور میں مر کر تین دن کے بعد زندہ ہونگا۔ تم یہ نشان دیکھو گے اور میری خدائی کا اقرار کرو گے۔ مگر وہ ان باتوں سے کتراتے رہے۔

(۱۱) انکو چاہئے تھا کہ وہ صلیب پر نعرے مار کر یہود کا جھوٹا ہونا اس طرح ثابت کرتے جس طرح وہ چاہتے تھے۔ مگر انہوں نے نہ ان کی مرضی کے مطابق ثبوت دیا اور نہ ہی اپنی علت محدثہ ہونے کا کوئی ثبوت پیش کیا۔ اور نہ ہی عیسائی ان کی خدائی کا آج تک کوئی علمی ثبوت پیش کر سکتے ہیں اگر مسیح کوئی نشان صلیب کے موقعہ پر سب کے روبرو پیش کرتے تو یہود ان کو سر آنکھوں پر نہ اٹھا لیتے اور شرمندہ ضرور ہوتے اسکے بعد وہ پھر صلیب پر چڑھ کر صلیبی موت قبول کر لیتے۔ اور ان کی خاطر جان دے دیتے اور کہہ دیتے کہ ان کی لاش ایک ہفتہ تک صلیب پر لٹکی رہے اور اس نشان کو دیکھیں اور پھر زندہ ہو کر دکھا دیتے تو خدائی کا ثبوت مل جاتا۔

(۱۲) یہود کا مسیح کے جواب پر خاموش رہنا بتاتا ہے کہ وہ تسلیم کرتے تھے۔ کہ زبور میں خدا کے بہت سے فرزندوں کا ذکر موجود ہے۔ ورنہ وہ اس کا انکار کر دیتے۔ پس کثیر فرزندوں کی موجودگی میں مسیح کو خدا کا حقیقی اور پھر اکلوتا بیٹا قرار دینا زبور اور مسیح کے اپنے عقیدہ و جواب کے صریح خلاف ہے۔ عیسائی بھائیوں کو اس سے جلد توبہ کرنی چاہیئے۔

اگر تین اقانیم مان کر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ خدا روح القدس بیٹا تینوں دراصل ایک ہی ذات ہے اور یہ توحید ہے۔ تو پھر دیگر فرزند جنکا ذکر زبور میں ہے (۸۲: ۶) وہ کس میں شامل ہیں؟ اگر ان کے ہوتے بھی حقیقی خدا ایک ہی ہے۔ اور روح القدس بھی الگ ہے۔ تو مسیح کو بھی ان جیسا بیٹا تصور کر کے کیوں ان کی طرح انسان و خدا کا نبی ہی تسلیم نہیں کیا جاتا؟ اور یہی مسیح کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ دیگر مکلمین و ملہمین انبیاء کی طرح نبی ہیں۔ ہاں مجازی رنگ میں جس طرح ایک خدا نما۔ دیگر انبیاء خدا کے رنگ میں رنگین تھے۔ مسیح بھی اپنے زمانہ میں اس رنگ میں رنگین اور اس کے الہام اور نبوت سے مشرف تھا۔ خصوصیت صرف زمانہ کے لحاظ سے ہے۔ کہ اسوقت کوئی اور ان جیسا وجود نہ تھا۔ مگر انبیاء سابقین کی طرح وہ بھی خدا کا نبی و پیارا تھا۔ ورنہ نہ وہ حقیقی خدا تھا نہ اس کا جزو تھا نہ اس کا حقیقی بیٹا تھا۔ طالمود برکلے میں لکھا ہے کہ:۔

It is also said that
when promissed Massaiha
shall die His kingdom
will be decend to his
son and grandson

یعنی:۔ اگر مسیح خدا تھا۔ اور نہ ہی دوبارہ واپس آئے گا۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ شادی کرے گا۔ اسکے اولاد ہوگی اور باوجود حقیقی خدا ہونے کے پھر دوبارہ مرے گا۔ اور یہ موت ہمیشہ کے لئے ہوگی وہ دوبارہ زندہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی موت کے بعد اوّل اسکا بیٹا اور پھر بیٹے کی وفات کے بعد پوتا اسکی روحانی سلطنت کا وارث ہوگا گویا خدا کا خاندان چلے گا۔ اور خدا خود اور اس کی اولاد مرے گی اور ان کا ورثہ اولاد در اولاد میں چلا جائے گا۔ یہ ہے مسیح کی خدائی کا تماشا۔۔۔۔۔

پادریوں کو چاہیئے کہ ذرا ہوش ٹھکانے کر کے اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور اپنے بنے ہوئے جنجال سے نجات پانے کی کوشش کریں۔ جو ان کے لئے اس قسم کی شرمندگی کا موجب بن رہا ہے۔

درخواست دعا

گذشتہ دنوں میرا لڑکا عزیز عبد الرشید عالی مقیم لندن بعارضہ ٹائیفائڈ علیل رہا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بخار تو اتر گیا ہے۔ لیکن دل بدستور ہے۔ بزرگان و احباب جماعت میرے بچے کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار
زاہدہ بیگم حیدرآباد

منقولات

شکست کس نے کھائی؟

پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے۔ اور وہاں جو طاقتیں لسانی، نسلی، علاقائی اور صوبائی جیسے مسائل کی آڑ میں۔ اسلامی وحدت کو چیلنج کر رہی ہیں۔ ان کے پیشِ نظر ایک نئی بحث چل پڑی ہے۔ بہت سے لوگوں نے پاکستان کے اندرونی انتشار سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اسلام یا مذہب اپنے افراد کو مربوط کرنے کا کوئی مؤثر ذریعہ نہیں۔ اسلام ایسی طاقت نہیں جو ملت کے مختلف نسلوں اور مختلف زبان والوں کو متحد کر سکے اور ان کے جغرافیائی مزاج کو بدل کر ان کی خواہشات کو دبا سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا۔ مگر وہی اسلام پاکستان والوں کو مرکزی حیثیت نہ دے سکا۔ وہ عوامل جو مختلف نسلوں میں کارفرما ہوتے ہیں۔ ان کو بدلنے میں نہ اسلام کی مساوات، اور اخوت کام دے سکی نہ ایک کلمہ، ایک کتاب اور ایک رسول ان کو ایک بنا سکا، مشرقی پاکستان لسانی، تہذیبی اور نسلی طور پر مغربی پاکستان سے الگ ہے۔ مگر اسلامی اخوت اس پر غالب نہ آسکی۔ پاکستان والوں نے بار بار اس دعویٰ کو دہرایا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو مربوط کرنے اور متحد رکھنے کا واحد وسیلہ صرف اسلام ہے۔ یہی ایک بندھن ملیا ہے۔ جس سے مرکزیت محفوظ رہ سکتی ہے۔ لیکن چھ ماہ کے گذشتہ واقعات نے اس دعویٰ کی تردید کر دی اور یہ ثابت ہو گیا کہ وحدت اور کثرت کے عوامل کچھ اور ہیں۔ اور اسلام کا ان سے کوئی قریبی تعلق نہیں ہے۔

جب بات یہاں تک پہنچی تو یہ بھی کہا گیا کہ پاکستان میں اسلام کو شکست ہوئی اور اس کا بنیادی پیغام ان لوگوں پر بھی اثر نہ ڈال سکا۔ جنھوں نے ۔۔۔۔ اسی کے نام پر اپنا ایک الگ ملک بنایا تھا۔ اب اس الزام کے جواب میں کچھ آوازیں بلند ہونے لگی ہیں۔ اور اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ اسلام نے نسلی، لسانی علاقائی اور جغرافیائی میدان میں پسپائی اختیار کی، جواب یہ ہے کہ اسلام نے نہیں بلکہ پاکستان کی لیڈر شپ نے شکست کھائی۔ اس لیڈرشپ نے سوسائیٹی کی تعمیر اور اسٹیٹ کی تشکیل میں اسلام کو رہنما نہیں بنایا۔ بلکہ اس کے بنیادی پیغام کو خود چیلنج کرتے اور اسلام کو اپنی سیاست کا خیمہ بردار بناتے رہے۔ اس جواب کے بعد واقعات کا رخ یکایک دوسری طرف پھر جاتا ہے۔ اگر لیڈر شپ سے مراد سیاسی لیڈر شپ ہے۔ تو وہ ہمیشہ اپنے اغراض کے ماتحت رہی ہے۔ ذاتی مفادات اور گروہی اختیار کسی اصول اور نظریہ کے پابند نہیں ہوتے۔ ویسے بھی پاکستان کی سیاسی لیڈر شپ اسلام کے بنیادی تقاضوں سے بیگانہ نہ رہی۔ اگر وہ بیگانہ نہ بھی ہوتی تو اس کی غرض مندانہ سیاست وہی نتائج پیدا کرتی جو اب نظر آرہے ہیں۔ ہمارے خیال میں پاکستان کی سیاسی لیڈر شپ نتیجہ ہے۔ ان علمائے اسلام اور فضلائے انام کی شکست اور پسپائی کا جو وحدت پاکستان کا پرچم لہراتے اور خود اپنی وحدت کو کثرت کے ناؤ پر رسوا کرتے رہے اسلام کو مربوط کرنے والی طاقت ثابت کرنے والے علماء ۲۴ سال سے فکری اور اصلاحی وحدت کا درس دیتے رہے انھوں نے لسانی فتنوں کا مقابلہ کیا نسلی جذبات پر پوری قوت کے ساتھ خرج کشی کی۔ صوبائی اور علاقائی مطالبات کو غیر اسلامی بتانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کم از کم ملت کے وحدت کے مرکزی نقطہ پر ہر خیال کے علماء متفق رہے انھوں ہی نے جغرافیائی عوامل کو غیر مؤثر بنانے کی کوشش کی اور اس کے لئے انھوں نے وعظ و ارشاد، اخبارات، لٹریچر، خطبات، عبارت کا دیز انفرادی اور اجتماعی وسائل سے پورا پورا کام لیا۔ لیکن ۲۴ سال کی ان مسلسل کوششوں کا انجام یہ ہوا کہ مسٹر بھٹو کے ۔۔۔ "اسلامی سوشلزم" نے علماء کے جہاد بالحق کو تنکوں کی طرح بہا کر رکھ دیا۔ اور مشرقی بنگال کی نسلی اور لسانی آگ نے دم کے دم میں علماء کے تقلعے زمین دوز کر دیئے۔

پاکستان کی سیاسی لیڈر شپ کو الزام دینے سے پہلے وہاں کے علماء اور مذہبی جماعتوں کو اپنی شرمناک پسپائی اور شکست کے اسباب پر روشنی ڈالنی چاہیئے اور ملتِ پا[illegible] کو [illegible] جانا چاہیئے۔ کہ ۲۴ سال سے جہادِ عظیم کا جو قلعہ تعمیر کیا گیا [illegible] نے آن کی آن میں اسے زمین کے [illegible]

برابر کیوں کر ڈالا اور وہاں کی مقتدر جماعتوں ـــــ جمیعۃ علماء پاکستان، جماعت اسلامی، جماعت اہل سنت والجماعت، جماعت رضاخانی، بزرگی اور ہزار وں جیسے طاقت ور افراد اور ادارے نسلی اور لسانی تو پوں کا منہ پھیرتے میں کیوں ناکام رہے؟ بے شک اسلام پاکستان کے انتشار کا سبب نہیں اور نہ اس نے وحدت شکن طاقتوں کے مقابلہ میں شکست کھائی لیکن اسلام کے علمبردار علماء پسپائی کے الزام سے کیونکر بچ سکیں گے؟

جو علماء ۲۴ سال سے وحدت پاکستان کا پرچم لہراتے رہے انھوں نے کبھی نہ سوچا کہ ملی وحدت کی پہلی اور بنیادی شرط علماء کی وحدت اور ان کا اتفاق ہے۔ خود یہ لوگ جو ہمارا احترام کے مستحق ہیں۔ اپنے اختلافات سے دستبردار ہو کر ایک مرکز پر نہ آسکے اور وحدت پاکستان کا پرچم بلند کرنے کی جسارت کر بیٹھے۔ کیا مشرقِ وسطیٰ کے شکست خوردہ حکمرانوں کی پسپائی کے لئے اسلام کو الزام دیا جائے گا۔ یا ان حکمرانوں کو جو آج بھی اپنی گردن اپنے ہاتھوں سے کاٹ رہے ہیں؟ کیا اسلام نے یہ کہا ہے کہ مشرقِ وسطےٰ کے لوگ متحد نہ ہوں اور اسرائیل کو مسجد اقصیٰ میں آگ لگانے کیلئے آزاد چھوڑ دیں؟ پاکستان کی سیاسی لیڈر شپ، کو الزام دینے والے پاکستانی علماء سب سے پہلے اپنا احتساب کریں اور ملت کو جواب دیں کہ وہ ملت کی وحدت کا وعظ کرنے کے باوجود اور ۲۴ سال کے لگاتار پروپیگنڈے کے باوصف ۲۴ دنوں کے اندر بھٹو کے ایک نعرہ سے کیوں پسپا ہوئے اور اصلاحی دلائل کے انبار کو انھوں نے کیوں آگ لگانے دی؟ اسلام نے تو شکست نہیں کھائی سوال یہ ہے کہ اسلام کے علمبرداروں کو چند افراد نے پسپا کر کے نامرادی کے گڑھے میں کیوں ڈالا۔ اور وہ بامراد کیوں ہوئے؟ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲ ستمبر ۱۹۷۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیاں

(بقیہ صفحہ ۶)

وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۹)

نیز حضور فرماتے ہیں:-

اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولیگا یہاں تک زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی۔ اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔

سواے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ایک دن پورا ہوگا۔

(تذکرہ صفحہ ۵۹۰)

ان شاء اللہ العزیز وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

احمدیہ صوبائی کانفرنس اتر پردیش

بمقام امروہہ (ضلع مرادآباد) ـــ بتاریخ ۷، ۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء

جماعتہائے احمدیہ اتر پردیش کی صوبائی کانفرنس انشاءاللہ تعالےٰ ۷، ۸ اکتوبر بروز جمعرات و جمعہ امروہہ ضلع مرادآباد میں منعقد ہو گی۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شریک ہو کر روحانی فائدہ حاصل کریں۔ نیز کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

خاکسار بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یو۔ پی۔

سرینگر میں سہ روزہ احمدیہ کانفرنس

(بقیہ صفحہ اوّل)

ان کے حل کی طرف جو اسلام نے پیش کیا نشاندہی کی۔

آخر میں صدر محترم نے اپنے

صدارتی خطاب

میں فرمایا۔ سامعین کا خاموشی اور وقار اور اس قدر انہماک سے سارے پروگرام کو سننا اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں جو بدامنی اور بے چینی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اس کے علاج اور حل کی متلاشی ہے اور اس کے حل اس مسجد کے ممبروں سے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ انسانی عقل کے تراشیدہ حل تو کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہوتے لیکن مذہب کی طرف سے پیش کئے جانے والے حل بھی اب سکون بخش نہ رہے اس لئے کہ پیش کرنے والے خود اس پر عامل نہیں ہوتے آج کے زمانہ میں نوجوان طبقہ کی اخلاقی و روحانی حالت اس قدر گر گئی ہے کہ آج حقیقی بھائی بہن آپس میں شادی کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے اپنی نسل کی نگہداشت کرو اور یہ مت خیال کرو کہ مغربی اقوام کے نوجوان اس برائی میں مبتلا ہیں ہمارا ملک بھی آہستہ آہستہ اس برائی میں ملوث ہو رہا ہے اور ان ساری برائیوں اور ہر قسم کی مشکلات کا حل صرف اور صرف اسلام ہی ہے اور اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلعم کے پاک نمونہ کو آج بانی جماعت احمدیہ نے اجاگر فرمایا ہے۔ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ دنیا کتنی کوشش کرے گی کہ دنیا کے مصائب سے مایوس ہو کر جنگوں کا مزہ چکھ کر اس حل کی طرف جھکنا پڑے گا جو دین اسلام پیش کرتا ہے۔ بعد دعا یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور ہر شخص سامعین اور صدر محترم کے خطاب سے بہت متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

کانفرنس کا تیسرا اور آخری دن

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس

مورخہ ۲۹ راگست بروز اتوار

پہلا اجلاس خاص مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کے زیر اہتمام حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں ۱۲ بجے دوپہر شروع ہوا۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب فاضل کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم مسعود احمد صاحب ڈار کی نظم کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا گیا۔ بعدہٗ مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ صوبائی نے صوبائی باڈی کا تعارف کرایا اور اپنی کسی قدر مساعی کا انگریزی [illegible] میں ذکر کیا۔ پھر مکرم عبدالمجید صاحب منظر سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ صوبائی نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنی ایک نظم بڑی خوش الحانی سے کشمیری زبان میں سنائی۔

بعدہٗ خاکسار محمد الدین غوری نے تبلیغ اسلام اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں کے عنوان پر تقریر کی۔ خاکسار نے بتایا کہ ہمارا سب سے اہم فریضہ تسخیر قلوب ہے اس کے لئے قرآن و حدیث کے مطالعہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا مخصوص جذبہ جب تک ہم اپنے اندر نہ پیدا کریں گے دلوں کو جیتنا مشکل ہوگا۔ اسی کی طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بار بار توجہ دلا رہے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ انسانیت زندہ باد کا حقیقی اور شاندار نعرہ صرف جماعت احمدیہ ہی لگا سکتی ہے۔

پھر مکرم سعید احمد صاحب ڈار نے "مغربی تہذیب کا بڑھتا ہوا فساد اور اس کا سد باب" کے عنوان پر تقریر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر کشمیری زبان میں کی اور مغربی تہذیب کا مختصر نقشہ احباب کے سامنے پیش کیا اور اس کے مقابل اسلامی تعلیمات کو بھی ذکر کیا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ مغربی تہذیب کی تباہی خود ان کے ہاتھوں ہوگی۔ اور اسلامی تہذیب ہی دنیا پر غالب آکر رہے گی انشاء اللہ۔

آخر میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل مبلغ سلسلہ نے

"محمدی نام اور محمدی کام"

کے عنوان پر سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند درخشندہ پہلوؤں پر اللہ تعالیٰ کے نام پر غیرت، چشم پوشی، عفو عام وغیرہ پر دلکش انداز میں روشنی ڈالی۔

اسکے بعد عزیز سید بشارت احمد نے نظم پڑھی اور مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے قائدین و جملہ اراکین خدام کا شکریہ ادا کیا۔

صدر محترم کا خطاب

آخر میں صدر محترم نے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مجلس خدام الاحمدیہ یوں تو پرانی ہے لیکن اس علاقہ میں گذشتہ سال سے باقاعدہ خدام کو منظم کر کے اور صوبائی مجلس کی بنیاد قائم کر کے یہ کوشش کی گئی ہے کہ خدام اپنے فرائض کو سمجھیں اور انہیں احسن رنگ میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ کا قدم آگے بڑھ رہا ہے لیکن ابھی بہت تیزی سے آگے قدم بڑھانا ہے۔ جب ہم دوسرے نوجوانوں کو دیکھتے ہیں جو برے کاموں اور غیر اخلاقی حرکتوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اسکے مقابلہ میں ہمارے جماعت کے تعلیم یافتہ نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سے بہت بہتر ہیں تو ہمارے دل خدا کی حمد و شکر سے بھر جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اپنے سے کمتر حالت والے انسان کی طرف نظر رکھنی چاہیئے تاکہ شکر کے جذبات دل میں پیدا ہوں اور دینی معاملات میں فاستبقوا الخیرات کے ارشاد کے تحت اپنے سے ترقی یافتہ انسان کی طرف دیکھنا چاہیئے تاکہ نیکیوں میں مزید آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جذبہ دل میں پیدا ہو۔ اس لحاظ سے ہماری نظر ہمیشہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں اپنی زندگیوں کو ان کی زندگیوں کے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعدہٗ وادئ کشمیر کی مجالس خدام الاحمدیہ کی سالانہ کارگذاری کی رپورٹوں کے پیش نظر اوّل اور دوم اور سوم آنے والی مجالس کو آپ نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ یاڑی پورہ کو انعام اوّل کی سند اور مبلغ ۲۵/- روپے نقد انعام عطا فرمایا۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کنی پورہ کو انعام دوم کی سند اور مبلغ ۱۵/- روپے نقد [illegible] اور مجلس خدام الاحمدیہ آسنور اور مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کو انعام سوم کی سند نیز اور مبلغ ۱۰/- روپے نقد الگ الگ عطا فرمائے۔ اور بعد دعا یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم پذیر ہوگیا۔

آخری اجلاس اور جلسہ عام

مورخہ ۲۹ راگست بروز اتوار ۲ بجے شام حضرت صاحبزادہ صاحب ہی کی صدارت میں اس عظیم الشان کانفرنس کا آخری اجلاس شروع ہوا۔ مکرم مولوی منظور احمد صاحب فاضل نے تلاوت قرآن کریم کی اور مکرم محمد سعید صاحب انور قادیان نے نظم پڑھی۔ اسکے بعد مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ سرینگر اور نگران اعلیٰ آل کشمیر احمدیہ کانفرنس نے وادی کشمیر میں جماعت احمدیہ کا قیام کے عنوان پر مختصراً روشنی ڈالی۔ اور بتلایا کہ تک پورہ، تراک پورہ، پکیلگام اور اسلام آباد اور آسنور اور شورت کنی پورہ میں جو آج بڑی بڑی جماعتیں نظر آرہی ہیں ان کی بنیاد مکرم ولی محمد صاحب منظور کے والد [illegible] اور حاجی عبدالرحیم صاحب ڈار اور حاجی عمر ڈار صاحب اور قطب الدین صاحب وغیرہ بزرگوں نے خواب اور کشوف کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کی اور آپ کی بیعت میں داخل ہوگئے۔ اور ابتداء میں کس طرح کی مصائب و مشکلات کا سامنا کر کے اپنے پیچھے ایک بڑی جماعت چھوڑ گئے۔

اس کے بعد مکرم نارائن کول صاحب نے کشمیری زبان میں نعت رسول عربی صلعم سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد حنیف صاحب کنیا پوری نے

"اسلام اور کمیونزم"

کے عنوان پر پُر اثر تقریر کی۔ آپ محترم نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیۃ اور آیت لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ الآیۃ کی تلاوت کر کے بتایا کہ اسلام کے مقابلہ پر دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی ازم ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ نے کمیونزم کے ظہور کی وجوہات اور اس کا پس منظر بیان کیا اور کمیونزم کے اصولوں کو تفصیل سے واضح کر کے ان اصولوں کی خرابیاں بیان فرمائیں۔ اور بتایا اشتراکیت کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ افراد کے ہاتھوں سے نکل کر حکومت کے ہاتھوں میں آجاتا ہے اور اس طرح انفرادی صلاحیتوں کا خاتمہ اور ان کی جد و جہد میں بہت بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے اور مسابقت کی روح ماری جاتی ہے لیکن اسلام انفرادی جد و جہد کو برقرار رکھتے ہوئے سرمایہ داری کے اسباب کو ختم کرتا ہے۔ اور اس کے لئے وراثت کا قانون، نظام وصیت، امداد باہمی، زکوٰۃ، صدقہ خیرات وغیرہ کو جاری فرمایا سود خوری، ذخیرہ اندوزی اور رشوت خوری وغیرہ سے منع فرمایا۔

اس طرح آپ محترم نے وضاحت کی کہ نظام [illegible] سے پیدا ہونے والی خرابیوں اور ان کے

ستیہ باب پر مکمل روشنی ڈالی۔ آخر پر تقریر کے اختتام پر آپ نے فرمایا۔ آج کمیونسٹ خدا اور مذہب کو دنیا سے مٹا دینا چاہتے ہیں لیکن اس زمانہ کے مامور اور مرسل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ زار روس کا عصا انہیں دیا گیا اور ایک کشف میں آپ کو بتایا گیا کہ روس میں اپنی جماعت کو ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں۔ ایسی یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی اور وہ لوگ جنہوں نے خدا اور مذہب کو مٹانے کی مہم چلائی انہیں کی آئندہ نسلیں حلقہ بگوش اسلام ہوں گی۔ اور کوئی نہیں جو اس عظیم انقلاب کو آنے سے روک سکے۔

محترم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنی ایک نظم سنائی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم و محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ نے

"موجودہ زمانہ ایک روحانی مصلح کا متقاضی ہے"

کے موضوع پر فرمائی۔ آپ محترم نے موجودہ زمانے کی اخلاقی اور روحانی اقتصادی و معاشی تنزل حالی کا بالتفصیل ذکر فرمایا۔ اور کہا قدرتاً ایسے مشروع ہے دنیا ایک روحانی مصلح مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام منتظر ہے لیکن موعود اقوام عالم تو دیباچہ کی نسبت سے ظاہر بھی ہو گیا۔ لیکن دنیا کا بیشتر حصہ ابھی انتظار میں ہے باوجود اس کے کہ تمام وہ علامات و نشانیاں اور پیشگوئیاں جو مسیح موعود و مہدی معہود کے متعلق بیان کی گئی ہیں لفظاً لفظاً پوری ہوئیں اور آسمان پر بھی نشان ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی مگر دنیا ابھی اپنے دنیاوی معاملات میں الجھی ہوئی ہے اور اس طرف توجہ نہیں کر رہی۔

ہمارا کام توجہ دلانا ہے۔ جو بھی "حق کی مخالفت پہ آئے گا۔ وہ ناکام رہے گا"

آخر میں آپ موصوف نے حاضرین و بالخصوص جماعت کے تعلیم یافتہ افراد اور معزز افسران وغیرہ سے مخاطب کر کے کہا کہ یا تو جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے اور دنیا میں اسلام کی خدمت کرنے پر کمربستہ ہو جاؤ یا کم سے کم آئندہ دس سالوں تک مخالفت چھوڑ دو اور دیکھتے رہو کہ خدا تعالیٰ کس طرح سے اس جماعت کو خدمت دین کی توفیق دیتا چلا آ رہا ہے اور چودھویں صدی کے ختم ہو جانے پر بھی آپ کا خیالی مسیح اور مہدی پیدا نہ ہوا۔ درمیان میں ذکر رہے حضرت مسیح موعود کی نظم و مسلمانوں کی حالت زار

نے چند اشعار سنائے۔

آخر میں محترم صدر صاحب نے سامعین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا خدا تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی ناکام نہیں کرتا لیکن باوجود اسکے کہ وہ سارے حربے جو تمام سابقہ انبیاء کے خلاف استعمال کئے گئے تھے حضرت مسیح موعود کے خلاف بھی استعمال کئے گئے لیکن وہ اکیلا بے سروسامان انسان جس کی پشت پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اور اسکی زبردست تائید و نصرت تھی کامیاب و کامران ہوا۔ ہر دن جو چڑھتا ہے اس کے لئے ایک نئی راہ کھولی گئی اور آج لاکھوں کی تعداد میں اسکی جماعت ہو گئی ہے جو دن رات خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام اور رسول کریم صلعم کی عظمت اور قرآن کریم کی اشاعت و ترویج میں کوشاں ہے۔

آپ محترم نے فرمایا اپنی عقلوں کو زیر الزام نہ ٹھہراؤ کیا خدا کی طرف آنے والا کبھی ناکام و نامراد ہوا ہے۔ اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت میں جھوٹے ہیں تو آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپ آرام سے بیٹھے رہیں گے کہ خدا اس کی ہلاکت کے خود سامان کرے گا جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔ اپنی حالت پر نظر کرو کیا ذلت کے سامان ہو رہے ہیں اور دنیا میں آج مسلمان کا کیا مقام رہ گیا ہے وہ دنیا کے استاد تھے آج ذلت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور ذلت کبھی بھی پیچھا نہ چھوڑے گی جب تک کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق آپ کے غلام مسیح و مہدی کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرو۔ اور یہ یاد رکھو اب مسلمان ترقی کر ہی نہیں سکتے جب تک کہ وہ امام مہدی کے ساتھ نہ ملیں جس کی صداقت پر سورج و چاند نے بھی گواہی دے دی اپنے آپ کو وابستہ نہ کر لیں۔

شکریہ اور اختتام

آخر میں صدر محترم جماعت احمدیہ کشمیر کی طرف سے معزز حاضرین اور منتظم بالا اور تعاون کرنے والے تمام محکمہ جات کے افسران کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ اور آخر میں لمبی دعا کے بعد یہ سہ روزہ کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اللہ تعالیٰ جماعت کی اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اسکے نیک اور موثر نتائج ظاہر فرمائے۔ اللھم آمین۔

حصہ جائیداد
موصی احباب کی توجہ کے لئے

جن موصی حضرات کی وصیت سالہا سال قبل کی ہے اور وصیت کئے ہوئے عرصہ دراز ہو گیا ہے انہوں نے جو جائیداد بوقت وصیت اپنے فارم وصیت میں درج کی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت کے بعد ان کی جائیداد میں اضافہ ہوا ہو۔ تو انہیں چاہیئے کہ اب اپنی موجودہ جائیداد کو بھی شمار کر کے حصہ جائیداد ادا کریں اور جائیداد میں جو اضافہ ہوا ہو۔ اس کی تفصیل سے دفتر بہشتی مقبرہ کو بھی اطلاع دیں۔

حصہ آمد کے موصیان کو بھی اپنی آمد میں اضافہ کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتے رہنا چاہیئے۔ اور آمد کے مطابق باشرح حصہ آمد ادا کرتے رہنا چاہیئے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

زکوٰۃ
ادا کرنے والے احباب سے گذارش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے درجنوں احباب ہر سال زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن وہ بالعموم ماہ رجب یا رمضان المبارک کے انتظار میں رہتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے رجب یا رمضان المبارک کا انتظار ضروری نہیں۔ بلکہ زکوٰۃ جب بھی واجب ہو جائے اس کا ادا کرنا اسی وقت ضروری ہے۔ اس لئے زکوٰۃ دہندگان سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی زکوٰۃ کی رقوم جلد ارسال کر کے ممنون فرماویں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

اخلاق حسنہ (بقیہ صفحہ ۴)

کر کے خدا کی راہ میں خاک نہیں ہو جاتا حریم جمالی تک رسائی ناممکن ہے اور نہ ہی نہاں در نہاں ہستی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

نہاں اندر نہاں ہے۔ کون لاوے
غریق عشق وہ موتی اٹھا دے
مگر یہ درد کا کسب غیر کھاوے
جلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ادب اور تواضع کی توفیق دے۔

درخواست دعا

خاکسار کے خسر محترم مرزا اظہر بیگ صاحب آف کشن گنج ضلع پورنیہ کچھ عرصہ سے عرق النساء (سائیٹیکا) کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ کافی علاج معالجہ کرانے کے باوجود تکلیف میں سر دست کوئی افاقہ نہیں آ رہا۔ جملہ احباب و بزرگان جماعت کی خدمت میں موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار خورشید احمد انور
نائب مدیر ہفت روزہ بدر قادیان

وصیّت

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر دفتر سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو اطلاع دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیّت نمبر ۱۳۸۲۴ - میں سلیمہ بیگم زوجہ عبدالرزاق صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن سکندر آباد۔ ڈاکخانہ سکندر آباد ضلع سکندر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ر دسمبر ۱۹۷۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

(۱) - اس وقت میری کوئی ماہوار آمد نہیں ہے۔

(۲) - میری جائداد منقولہ حق مہر پانچ صد روپے ہے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک عدد کپڑے سینے کی مشین "اوشا" ہے جس کی اس وقت دو صد روپے مالیت ہے۔ گویا کل منقولہ جائداد کی رقم سات صد روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ وصیت آئندہ پیدا ہو یا میری وفات پر ثابت شدہ جائداد پر حاوی ہوگی۔ جائداد کی مقدار کی تبدیلی پر دفتر کو مطلع کیا کروں گی۔ انشاء اللہ۔

دستخط سلیمہ بیگم۔ گواہ شد صالح محمد الہ دین سیکرٹری مال اور ڈہاہ الہ دین بلڈنگ سکندر آباد۔ گواہ شد عبدالرزاق مکان نمبر ۵۱۱-۴-۱۱ چیلکل گوڑا سکندر آباد۔

۱۸ ۷/۷۱

تحریک جدید کا جہادِ کبیر ابھی جاری ہے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس قسم کی تحریک صدیوں میں ایک ہی ہوا کرتی ہے اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ایک یادگار زمانہ دور ہے جس کی تمام انبیاء اور مرسلین نے۔ حضرت نوح سے لے کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر دی ہے اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ آپ کے کام کو مضبوط کرنے اور اشاعت احمدیت کی بنیادوں کو پختہ کرنے میں جو شخص حصہ لیتا ہے وہ اپنے آپ کو اس تاریخی دور میں شامل کرتا ہے جو قیامت کے زمانہ تک بہت سی جماعتوں پر جو نظر آرہی ہیں ہماری جماعت کو زیادہ اہمیت دینے اور زیادہ قربت کا مستحق بنانے والا ہے۔

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس تحریک میں حصہ لے اور اسلام اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دے۔

پس اے دوستو!!! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو کاش امت پر پھر یہ دن نہیں آئیں گے!"

پس میں جملہ دوستوں سے درخواست کروں گا کہ جنہوں نے خود تحریک جدید کے مالی دور کے جہاد میں حصہ نہیں لیا وہ جلد سے جلد حصہ لیں۔ اور ان کے جو احقین (بیوی بچے۔ بزرگ) اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے وہ ان کو بھی شامل کر کے اس یادگار زمانہ جہاد میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اور جن کے ذمہ ابھی سال رواں یا سالِ سابقہ کا چندہ واجب الادا ہے وہ بھی جلد ادا کر کے سرخرو ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اُسے غنیمت سمجھیں۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ادائیگی زکوٰۃ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اور صرف ایک ماہ باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک مہینہ کی برکات سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے آمین۔

یہ مقدس ایام جہاں عبادات اور نوافل کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں وہاں اس بابرکت مہینہ میں مالی قربانی صدقہ وخیرات اور ادائیگی چندہ جات کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اور جماعت کے صاحب نصاب احباب کثرت سے اس مہینہ میں زکوٰۃ کی رقوم بھی ادا کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ رمضان المبارک میں حضور بے انتہا صدقہ خیرات دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صدقہ خیرات دینے میں آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا ہو۔ اور حقیقی تعلق بڑھے اور اس کی رضا اور محبت میں استقامت پیدا ہو۔

(۱) "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
(۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔
(۳) کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں کیا جاسکتا۔
(۴) "زکوٰۃ" مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رُو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان مقدس اور بابرکت ایام میں جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اُسے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

وقفِ جدید کے سال میں آٹھ ماہ گذر چکے ہیں

احباب اپنے وعدے پُورے کرنے کی طرف توجہ فرمائیں

احباب جانتے ہیں کہ وقفِ جدید کا مالی سال دسمبر میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور سال حال کے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ احباب کو اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جماعتوں کے عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ از راہِ کرم جلد از جلد وقفِ جدید کا چندہ حسب وعدہ وصول کرنے کی کوشش فرماویں۔ تاکہ وقفِ جدید کے ماتحت ہونے والے تبلیغی و تربیتی کام بخوبی انجام دیئے جاسکیں۔ اس رقم کی ادائیگی سے وہ:-

(۱) قرآن مجید کی اشاعت اور اسکی تعلیم میں حصہ لینے کا ثواب حاصل کرتا ہے۔
(۲) معلمین کے وسیع نظام کو مضبوط کرتا ہے۔
(۳) اسلام کی فتح کی اس گھڑی کو قریب تر لاتا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ اس زمانہ کو دیا۔

آئیے! اسلام کے کامیاب جہاد میں حصہ لیں! اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے قبل اسکی سو فیصدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایّام میں اب صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان برکات سے وافر حصّہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دُعا میں فرمائی ہیں۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے۔ جو کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصّہ مقرر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی چند جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقّہٗ توجہ نہیں دی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے اس مد میں ابھی تک کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیدارانِ مال و مبلّغینِ کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجّہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس چندہ کی جلد از جلد سو فیصدی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ضروری اعلان

اس سے پہلے اخبار بدر میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان کی احمدیہ جماعتیں مشرقی بنگال سے آنے والے پناہ گزینوں کی ریلیف کے کام میں حسب توفیق حصہ لیں۔ اور وزیر اعظم کے ریلیف فنڈ میں رقوم بھجوائیں۔ امید ہے جماعتیں باقاعدہ نظام کے ماتحت اس کا انتظام کر رہی ہوں گی۔ جماعتوں سے درخواست ہے کہ جہاں پر ہر جماعت اپنی طرف سے براہِ راست ایسی رقوم ارسال کرے وہاں پر ایک حصہ رقم مرکز قادیان کو بھی ارسال کیا جائے تا یہاں سے اجتماعی طور پر وزیرِ اعظم کے ریلیف فنڈ میں معقول رقم بھجوانے کا انتظام کیا جا سکے۔

جملہ جماعتوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مرکز کی اس ہدایت کی حسبِ استطاعت تعمیل کر کے ممنون فرمائیں گی۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

وقفِ جدید کے چندوں کی تفصیل

تمام جماعتوں کے سیکرٹریانِ وقفِ جدید اور سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں عرض ہے کہ وقفِ جدید کے چندہ کی رقوم خزانہ میں بھجوائیں تو ان رقوم کی تفصیل ایک فہرست کی شکل میں دفتر وقفِ جدید میں براہِ راست بھی ارسال فرمایا کریں تاکہ چندہ دہندگان کے وعدوں کے مقابل پر جماعت کی انفرادی وصولی کا ریکارڈ ساتھ کے ساتھ مکمل رکھا جا سکے۔ بعض جماعتوں کی طرف سے مرسلہ چندوں کی اسم وار تفصیل نہ ہونے کی وجہ سے طویل خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔ لہٰذا جملہ عہدیدارانِ مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ تفصیل بھجوانے کی پابندی کر کے اپنے لئے اور مرکزی دفتر وقفِ جدید کے لئے بھی کام میں سہولت پیدا کریں۔ اللہ تعالےٰ تمام جماعتوں کو ایسا کرنے کی توفیق بخشے آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

بدر کی اعانت کرنا ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے

جلسہ سالانہ قادیان

تاریخہائے انعقاد (۱۸) (۱۹) (۲۰) فتح / دسمبر { ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ عیسوی }

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے ۸۰ ویں سالانہ جلسہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ ر فتح ۱۳۵۰ ہش یعنی ۱۸-۱۹-۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۱ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلّغینِ کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۱۸-۱۹-۲۰ ر فتح (دسمبر) ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کر کے اس مقدس اور روحانی عظیم الشان اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

ہر قسم کے پرزے

پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ - مینگولین کلکتہ ۱

Auto Tracers 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ :- "AUTOCENTRE" { ٹیلیفون نمبرز { 23—1652 / 23—5222